جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

ماہنامہ

جرمنی

اخبار احمدیہ

ایڈیٹر:- نعیم احمد تبر

جلد نمبر 8 ماہ ظہور 1381ہش بمطابق اگست 2002ء شمارہ نمبر 8

تبرکات — ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

ایسا ہی وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دعا مانگنے میں سست ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سرچشمہ کو اس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا ہے۔ سو تم اے عزیزو! ان تمام باتوں کو یاد رکھو ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ اور تم کو خبر نہ ہو۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع کے ساتھ سننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 607)

بیت السبوح فرینکفرٹ میں جماعت جرمنی کی مرکزی لائبریری کا افتتاح

مورخہ 19 جولائی 2002ء کی شام جماعت احمدیہ جرمنی کے مرکز بیت السبوح میں جماعت جرمنی کی مرکزی لائبریری کا افتتاح عمل میں آیا۔ محترم نیشنل امیر صاحب جرمنی کی زیرصدارت ہونے والی اس تقریب میں نیشنل مجلس عاملہ، نمائندگان عاملہ انصاراللہ، خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ کے علاوہ کثیر تعداد میں طلباء اور علمی ذوق رکھنے والے احباب نے شرکت کی۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی ہمارے معروف احمدی ماہر طبیعات محترم ڈاکٹر نعیم احمد طاہر صاحب تھے۔

اس تقریب کا باقاعدہ آغاز شام سات بجے بیت السبوح کے UG-A میں قائم کی گئی لائبریری کے ہال میں تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام پڑھا گیا۔ انچارج شعبہ تصنیف مکرم محمد الیاس منیر صاحب نے لائبریری کا تعارف کروایا اور بتایا کہ اس لائبریری کی دراصل 60 کے عشرہ میں بنیاد پڑی تھی اور اس کے لئے مبلغین سلسلہ کے علاوہ محترم عبدالہادی کیوسی صاحب اور محترم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب نے گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے اب اس کا جماعت جرمنی کے نئے خرید کردہ سنٹر بیت السبوح میں نئے سرے سے آغاز کیا جا رہا ہے۔

اس تعارف کے بعد محترم محمد الیاس مجوکہ صاحب نے جرمن زبان میں "علمی ترقی میں لائبریری کے کردار" کے عنوان سے مقالہ پیش کیا۔ آپ اپنے مضمون کی وضاحت ساتھ کے ساتھ پروجیکٹر کی مدد سے سکرین پر بھی کرتے رہے۔ آپ نے بڑی گہرائی میں جا کر گذشتہ زمانوں میں قائم کی جانے والی مصر، عراق اور شام وغیرہ میں بڑی بڑی اور مشہور لائبریریوں کا تفصیلی تعارف کرایا آپ نے ان لائبریریوں میں موجود کتب کی اصناف اور دیگر تحقیقی سہولتوں کا تذکرہ بھی کیا۔

محترم مجوکہ صاحب کے اس تحقیقی مقالہ کے بعد مہمان خصوصی محترم ڈاکٹر نعیم احمد طاہر صاحب نے اپنا مقالہ خصوصی پیش فرمایا۔ آپ نے قرآن کریم کی آیات اور احادیث نبویہ کی روشنی میں بڑی تفصیل کے ساتھ علم کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ اس سلسلہ میں آپ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس بارہ میں متعدد ارشادات بھی سنائے۔ آپ کا یہ مضمون بڑی دلچسپی سے سنا گیا۔ آپ نے اپنی ذاتی زندگی میں ہونے والے واقعات کے حوالہ سے بتایا کہ آپ نے مشہور الہامی دعا رب ارنی حقائق

باقی صفحہ 3 پر

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ربیع الاول کے مبارک مہینہ میں مورخہ 8 جون بروز ہفتہ لمبرگ میں جلسہ سیرت النبیؐ منایا گیا جو کہ ہر لحاظ سے بہت بابرکت اور کامیاب رہا۔ جلسہ سیرت النبیؐ میں آنحضرتؐ کی حیات طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کی گئیں۔ سب سے پہلے مکرم احمد حسن صاحب نے آنحضور ﷺ کی عائلی زندگی کے موضوع پر تقریر کی۔

اس تقریب میں مکرم انعام اللہ طیب صاحب نے رحمۃ العالمین کے عنوان پر مضمون پیش کیا۔ اس جلسہ کے موقع پر ایک جرمن تقریر بھی رکھی گئی جو کہ مکرم طاہر احمد صاحب نیکی اور بہت ہی خوبصورت انداز میں "حضرت محمدؐ کی رحم دلی ہر مخلوق کے ساتھ" کے عنوان پر تقریر کی اس میں آنحضرتؐ کی سیرت پاک کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی کہ کس طرح ان راہوں پر چل کر جو کہ حضرت محمدؐ نے بتائیں ہم دین و دنیا میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں آنحضرت ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی توفیق دے اور اسی طرح خدمت دین کرنے کی احسن رنگ میں توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین۔

جرمن احباب کے ساتھ ایک نشست

مورخہ 18 جولائی بروز جمعرات جماعت وائن گارٹن کو جرمن احباب کے ساتھ نشست کرنے کی توفیق ملی۔ خاکسار اور لجنہ کی ایک ممبر محترمہ رضیہ بٹ صاحبہ کی کوشش سے 3 خواتین اور آٹھ مرد یعنی کل 11 جرمن افراد اس میں شامل ہوئے۔ ان میں ایک عربی دوست بھی تھے۔ شام سات بجے سے 10 بجے تک یہ نشست جاری رہی۔ ایک جرمن احمدی مکرم Wasim Kürner معلم کے طور پر آئے اور بڑے تفصیلی انداز میں اسلام کا تعارف کروایا۔ مختلف غلط فہمیوں کی وضاحت کی۔ تمام افراد نے بڑی دلچسپی کا اظہار کیا۔ پاکستانی کھانوں سے تمام احباب کی تواضع کی گئی جس کا بندوبست لجنہ کی طرف سے تھا۔

(رپورٹ:- ناصر جاوید، صدر جماعت Weingarten)

اس شمارہ میں

☆ تبرکات، ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام
☆ جلسہ سیرت النبی ﷺ
☆ بیت السبوح فرینکفرٹ میں لائبریری کا افتتاح
☆ آپ کا نوازش نامہ ملا
☆ پاکستان میں رونما ہونیوالا رحمت باری تعالیٰ کا واقعہ
☆ رزق حلال
☆ بین المذاہب کانفرنس
☆ پاک و ہند کے نوبل انعام یافتگان
☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی خدمات کا اعتراف

بین المذاہب کانفرنس کا انعقاد

مورخہ 25 مئی 2002ء بروز ہفتہ کو ایک کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ یہ نشست بعنوان محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں رکھی گئی تھی۔ اس کانفرنس کے لئے ہم نے اپنے علاوہ یہودیوں اور عیسائیوں کے علماء کو دعوت دی تھی لیکن یہودیوں کی طرف سے متعدد بار رابطہ کرنے پر بھی کوئی مثبت جواب نہ ملا البتہ مقامی چرچ کی Pfarerin نے اس کانفرنس میں خوشی سے شمولیت کا اظہار بھی کیا۔ تقریب کا آغاز سہ پہر 4 بجے تلاوت کلام پاک سے کیا گیا۔ دو اطفال نے مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب کی نظم ترنم کے ساتھ پڑھی۔ جرمن احباب نے نہایت مسرت اور کھلی داد کا اظہار کیا۔ اس کے بعد مکرم قیصر ندیم صاحب نے استقبالیہ پڑھا جس میں معزز مہمانوں کو دلی گہرائیوں سے خوش آمدید کہا گیا اسلام کی تمام بنی نوع انسان سے محبت کی تعلیم پیش کی گئی دوسرے آسمانی مذاہب کی سچی تعلیمات کا اسلام سے تعلق بیان کیا گیا۔ تقریب کا موضوع "محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں" کا ذکر کرتے خدا تعالیٰ کا ہر زمانہ میں انبیاء کو بھیجنے کا مقصد، محبت اور صلح کی تعلیم، مذہبی انتہا پسند ہر مذہب میں ہیں مگر خدا نے اسلام کے ذریعہ ہمیں سکھایا ہے کہ ایسے لوگ دراصل کسی مذہب سے تعلق نہیں رکھتے۔

جماعت کا تعارف حضرت محمد ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مرزا غلام احمدؑ کا آنا اور حقیقی اسلام کا پیغام مخالفین کی مشکلات کے باوجود تمام دنیا تک پھیلائے جانے کا ذکر کیا۔ خاتون عیسائی پادری کو تعلیمات کے مطابق لیکچر کی دعوت دی گئی۔ وہ کچھ نوٹس پوسٹر پر لکھ کر لائی تھیں جو دیوار پر آویزاں کیے گئے۔ ان کے روایتی قسم کے لیکچر کے بعد ہمارے مربی سلسلہ مکرم لئیق احمد منیر صاحب نے مفصل لیکچر دیا جس میں خالصتاً حضرت محمد ﷺ کی زندگی کے واقعات پیش کیے گئے جن میں طائف کا سفر اور فتح مکہ شامل ہیں۔ احادیث بھی پیش کی گئیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے فرمودات کے ذریعہ اسلام کی وسیع القلبی اور محبت کا سب کے لئے فیض کا پیغام دیا گیا۔ آخر میں سوالات کا سیشن تھا۔ تقریب کے اختتام پر حاضرین کی تواضع کے لیے شام کے کھانے جس میں پاکستانی کھانے اور کیک کافی چائے کا انتظام کیا گیا تھا۔ کھانے کے دوران بھی مہمانوں سے بے تکلفی میں ان کی دلچسپیاں جانتے ہوئے ساتھ ساتھ تبلیغی گفتگو جاری رہی۔

(مرسلہ:- طارق سہیل، صدر جماعت Alzey)

جلسہ یوم پیشوایان مذاہب

مکرمہ ریحانہ اختر اور تعزین اعوان نے مل کر جماعت کی اسٹوڈنٹ تنظیم Islamische Ahmadiyya Studentenvereinigung کی طرف سے Wege zum Düsseldorf university میں Frieden - Antworten der Religionen یعنی "امن کا راستہ" کے موضوع پر جلسہ مذاہب عالم کی طرز پر ایک پروگرام ترتیب دیا۔

یونیورسٹی میں کیتھولک چرچ اور پروٹسٹنٹ چرچ کی یونین کے پریسٹ کے ساتھ رابطہ کیا۔ تو ان دونوں نے رضامندی کا اظہار کیا۔ اس کے بعد Essen شہر کی ایک بدھ تنظیم اور Hamm شہر کی ایک ہندو تنظیم سے رابطہ کیا گیا۔ بدھ اور ہندو تنظیم کے نمائندگان نے بھی شمولیت کا وعدہ کیا۔ Düsseldorf میں یہودی تنظیم سے رابطہ کیا تو انہوں نے معذرت کر دی۔ 12 جون کو یہ پروگرام منعقد کیا گیا۔ 12 جون سے تقریباً ایک ہفتہ پیشتر پوسٹر تیار کر کے تمام یونیورسٹی میں لگائے گئے۔ اس کے علاوہ دو تین دن پیشتر چھوٹے اشتہارات بھی تقسیم کیے گئے۔ اسلام کی نمائندگی میں

فرینکفرٹ سے مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب، بدھ ازم کی طرف سے Mr. Dharmadipa، عیسائیت کی طرف سے Mr. Müller (کیتھولک)، اور Mr. Prang (پروٹسٹنٹ) اور ہندو ازم کی طرف سے Hamm شہر سے Mr. Paskarakurukkai پروگرام میں شامل ہوئے۔ کولون سے ہمارے ریجنل امیر ڈاکٹر سید بشارت احمد اور ان کے ہمراہ MTA کے انچارج مکرم خالد محمود صاحب پروگرام ریکارڈ کرنے کے لئے تشریف لائے۔

پروگرام کے شروع میں اس بات کی وضاحت کر دی گئی کہ ہر مقرر کے لئے 15 منٹ کا وقت ہے۔ ہر مقرر اپنے مذہب میں پیش کردہ امن کے بارہ میں تعلیم بیان کرے گا اور کسی مقرر کو دوسرے کسی مذہب کے خلاف بولنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ اس پروگرام کی غرض و غایت بھی بیان کر دی گئی کہ احمدیہ مسلم جماعت ایک امن پسند جماعت ہے اور آج اس پروگرام کا بھی یہی مقصد ہے کہ تمام مذاہب مل کر دنیا میں امن قائم کرنے پر زور دیں۔

باقی صفحہ 2 پر

نمایاں کارکردگی و کامیابی

اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کے بیٹے عزیزم رمیز احمد (واقف نو) نے قرآن کریم کا ایک پارہ حفظ کرلیا ہے۔ عزیزم چوتھی کلاس کا طالب علم ہے۔ سکول کا کام ختم کرنے کے بعد عزیزم روزانہ چند آیات حفظ کرتا رہا۔ اسی طرح خاکسار کی بیٹی عزیزہ شگفتہ حمید (واقفہ نو) نے عربی قصیدہ مکمل حفظ کرلیا ہے اور ناصرات الاحمدیہ کے گروپن اجتماع کے موقع پر سپیشل انعام حاصل کیا ہے۔ اس کے علاوہ عزیزہ نے گروپن اجتماع کے موقع پر پانچ علمی مقابلہ جات میں اول انعام حاصل کیا ہے۔ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزان کو مزید کامیابیاں عطا فرمائے۔ آمین۔

(حافظ عبدالحمید، جماعت Hannover-Ost)

☆☆☆☆

جماعت احمدیہ Kiel کی ایک بچی عزیزہ عابدہ حریم ظفر بنت مکرم مبشر احمد صاحب ظفر بلوچ نے کیل کے 80 سکولوں کے بچوں کے درمیان پینٹنگ کے منعقدہ ایک انعامی مقابلہ میں تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔ یہ مقابلہ جرمنی کے ادارہ برائے تحقیق فضاء وخلاء نے کروایا تھا۔ عزیزہ کو کیل کے برگر ماسٹر جناب Nobert Gansel نے ایک گھڑی انعام کے طور پر دی۔ عزیزہ کے دینی کاموں میں بھی ترقی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(ریجنل امیر شلیسویگ میکلن برگ)

☆☆☆☆

خدا تعالیٰ کے فضل سے عزیزہ سلطانہ سمیع ورک آف Wolf حلقہ نیڈا ریجن ہیسن مٹے نے 9th کلاس میں بہترین Zeugnis حاصل کی ہے۔ Zeugnis کی تقسیم شہر کے برگر ماسٹر نے کی۔ مقامی اخبار میں تصاویر بھی شائع ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ بچی کو اور اُس کے والدین کو یہ اعزاز مبارک کرے

ولادت

مکرم زید احمد شہزاد صاحب جماعت Wetzlar آف Ehringshausen کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے 07-07-2002 کو پہلی بیٹی عطا فرمائی ہے۔ جس کا نام حضور انور نے عطیۃ الحی رکھا ہے۔ بچی وقف نو کی تحریک میں شامل ہے۔ مکرم خالد احمد شہزاد صاحب کی پوتی اور چودھری محمد نواز گجر کی نواسی جو کہ نیشنل قائد ایثار مجلس انصار اللہ جرمن جماعت کی خدمت کررہے ہیں۔

(زید احمد شہزاد)

ولادت و درخواست دعا

مورخہ 17 مئی 2002 کو خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے سرایئو بوسنیا Sarajevo میں خاکسار کو تیسری بیٹی سے نوازا ہے جس کا نام "فائزہ احمد" تجویز ہوا ہے۔ بچی مکرم چوہدری رشید احمد سروعہ ربوہ کی پوتی اور مکرم چوہدری محمد اسماعیل سروعہ چک 84 فتح بہاول پور کی نواسی ہے۔ بچی کے خادم دین اور درازی عمر کے لیے دعا کی درخواست ہے۔ نیز خاکسار کے والد صاحب ربوہ میں کافی عرصے سے مختلف عوارض کی وجہ سے بیمار ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں۔ ان کی کامل شفاء یابی اور درازی عمر کے لیے احباب جماعت سے درخواست دعا ہے۔ (وسیم احمد سروعہ مبلغ سلسلہ بوسنیا)

پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی خدمات کا اعتراف

عظیم عالمی شہرت یافتہ پاکستانی، نوبل انعام یافتہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے وسطی افریقی ملک "ری پبلک بینن" کے محکمۂ ڈاک نے حال ہی میں ایک یادگاری ٹکٹ جاری کیا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ بینن یونیورسٹی میں "سلام تحقیقاتی ادارہ" ہے۔ جس کے ڈائریکٹر Prof. Jean Pierree Ezin جن کو ایک لمبا عرصہ اس عظیم پاکستانی سپوت کے ساتھ افریقی ممالک میں کام کرنے کا موقع ملا۔ انہوں نے حکومت بینن کو پروفیسر سلام صاحب کی عالمی سائنسی خدمات سے آگاہ کیا اور اپنا یہ خیال ظاہر کیا کہ ہم ایک یادگاری ڈاک ٹکٹ جاری کرکے پروفیسر سلام کی عظیم شخصیت اور ان کی عالمی خدمات کو خراج ازعقیدت پیش کرسکتے ہیں۔ چنانچہ صدر مملک بینن کی اجازت سے نومبر 2001 میں یہ تاریخی ٹکٹ پروفیسر عبدالسلام مرحوم کی تصویر اور خدمات جلیلیہ کے مختصر تعارف کے ساتھ چھپ گیا اور یکم جنوری 2002ء سے باقاعدہ جاری کردیا گیا۔ اس یادگاری ٹکٹ کی مالیت 135 فرانک سیفا (ری پبلک بینن کی کرنسی) ہے اور یہ ٹکٹ "بینن ڈاک" میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والا ٹکٹ ہے۔

(مرسلہ: محمد یونس بلوچ، جرمنی)

بقیہ: جلسہ یوم پیشوایان مذاہب

جب تمام مقررین تقریریں کرچکے تو آخر پر سوالات کا موقع دیا گیا۔ تمام مذاہب کے نمائندگان سے حاضرین نے مختلف قسم کے سوالات کئے۔ جن میں سے ذیل میں درج سوالات قابل ذکر ہیں۔

ایک طالب علم نے ہدایت اللہ ہیوبش اور بدھ ازم کے نمائندہ سے یہ سوال کیا کہ آپ دونوں جرمن ہیں آپ کیسے ان مذاہب کی طرف آئے؟ ایک طالب علم نے عیسائی نمائندگان سے سوال کیا کہ بائبل میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ آئیں گے۔ اگر بائبل خدا کا کلام ہے تو وہ کیوں نہیں آئے۔ اب آپ اس کی مختلف تاویلات کیوں کررہے ہیں؟ ایک بڑی عمر کے جرمن مہمان نے اس بات کا اقرار کیا کہ تمام مسلم فرقوں میں سے صرف احمدیہ مسلم جماعت امن پسند جماعت ہے۔ جماعت احمدیہ کے حق میں اس نے بہت اچھے تاثرات کا اظہار کیا۔ وہ پہلے سے جماعت سے متعارف تھا۔ اسی طرح ایک لڑکی نے بھی احمدیت کے بارہ میں خصوصی دلچسپی کا اظہار کیا۔

ابھی دلچسپی باقی تھی کہ وقت ختم ہوگیا۔ آخر پر سموسوں، پکوڑوں اور نمکپاروں کے پہلے سے تیار شدہ تھے مقررین کو پیش کئے گئے۔ جو انہوں نے خوشی سے قبول کئے۔ یوں یہ پروگرام محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے باوجود حاضرین کی کم تعداد ہونے کے بہت کامیاب رہا۔

دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آئندہ مزید بہتر رنگ میں ایسے پروگرام منعقد کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین۔

(رپورٹ: ریحانہ اختر صاحبہ Düsseldorf)

"آپ کا نوازش نامہ ملا"

ادارہ "اخبار احمدیہ" جرمنی نے "آپ کا نوازش نامہ ملا" کے عنوان سے ایک کالم شروع کیا ہوا ہے۔ جس میں قارئین کی طرف سے لکھے گئے خطوط شائع ہوتے ہیں اور اس کے لئے دعوت عام ہے۔ آپ ہمیں خط لکھیں مگر خط صاف، کھلا کھلا اور حاشیہ چھوڑ کر لکھیں نیز کاغذ کے ایک طرف لکھیں۔ اپنے خیالات اور اپنی آراء یا کوئی ایمان افروز واقعہ جسے پڑھ کر دوسروں کو فائدہ ہو، بھی لکھ کر بھجوا سکتے ہیں۔ (ادارہ)

مکرم ومحترم ایڈیٹر صاحب اخبار احمدیہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جماعت احمدیہ جرمنی کے ترجمان ماہنامہ اخبار احمدیہ کے لئے چند تجاویز ارسال خدمت ہیں:-

☆ جماعتوں کی ماہانہ رپورٹس مثلاً جلسہ یوم مسیح موعودؑ، مصلح موعودؓ، تبلیغی نشستیں، اجتماعات واقفین نو، جلسہ سیرت النبی ﷺ وغیرہ۔ بجائے چند جماعتوں کی تفصیلی رپورٹس جیسے آپ چھاپتے ہیں اس کی بجائے زیادہ جماعتوں کی رپورٹس مختصر چھاپ دیا کریں۔ تاکہ اس سے زیادہ جماعتوں کی حوصلہ افزائی ہو اور مسابقت کی روح بڑھے۔

☆ اس کے علاوہ احباب جماعت کے ایمان افروز واقعات (تبلیغی، مالی، قبولیت دعا، رؤیا وغیرہ) کا سلسلہ مختصراً اگر شروع کریں تو یہ بھی انشاء اللہ قارئین کی دلچسپی اور ازدیاد ایمان کا باعث ہوگا۔

☆ اداریہ ذرا جاندار ہونا چاہیے۔

☆ ہر ماہ کے جماعتی پروگرامز کے بارہ میں بھی مختصراً چھاپ (لکھ) دیا کریں۔

☆ سلسلہ کی بزرگ ہستیوں کا انٹرویو بھی اگر دیں تو یہ اکثریت کے لئے دلچسپی کا موجب ہوگا۔

اخبار ماشاء اللہ کافی عرصہ سے باقاعدہ آرہا ہے۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔ اللہ کرے یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے اور اللہ تعالیٰ ہمارے تمام اخبارات وجرائد کو دن دُگنی ورات چوگنی ترقی سے نوازے۔ آمین۔ والسلام

اُم نعیم

☆☆☆☆☆

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب اخبار احمدیہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے آپ بخیریت ہوں۔ اخبار احمدیہ کے قارئین کو آپ نے خط لکھنے کی دعوت دی ہے۔ یہ ایک اچھا سلسلہ ہے۔ اسی طرح آپ کو قارئین کی آراء کا علم ہوتا رہے گا۔

خوشی کی بات ہے کہ اخبار احمدیہ اب باقاعدگی سے شائع ہورہا ہے۔ اداریہ بہت اچھا ہوتا ہے۔ مختصر مگر جامع تحریر ہوتی ہے۔ جرمنی کے شب و روز ایک اچھا سلسلہ ہے۔ محترم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کے بعض خطوط آپ نے شائع کئے ہیں۔ یہ سلسلہ بھی بہت اچھا ہے۔ اسی طرح احباب جماعت کے علم میں اضافہ ہوگا۔

جرمنی میں مختلف میدانوں میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والوں کا تعارف شائع کیا جائے۔ (احمدیہ طالبعلم، کھلاڑی) اس طرح مسابقت کی روح پیدا ہوگی۔ جرمنی میں مقیم ایسے احباب جنہوں نے زندگی میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہو کسی بھی شعبہ میں ان کا تعارف شائع کیا جائے۔

"یادیں" کے عنوان سے ایک سلسلہ شروع کیا جائے جس میں قارئین اپنے ایمان افروز واقعات تحریر کریں۔ اسی طرح کوئی ایسی مفید بات جس سے انہوں نے فائدہ اُٹھایا ہو۔ مثلاً کسی بزرگ نے انہیں کوئی نصیحت کی ہو اور انہوں نے اس سے فائدہ اُٹھایا ہو یا کسی کو کوئی اچھا کام کرتے دیکھ کر اس کی نقل کرکے فائدہ اُٹھایا ہو۔

والسلام خاکسار

(حافظ عبدالحمید، جماعت Hannover-Ost)

انتقال پُر ملال

مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مبلغ سلسلہ جرمنی کی والدہ محترمہ نیک بی بی اہلیہ مکرم میاں بخش صاحب آف دارالعلوم غربی ربوہ 25 جون کو وفات پاگئیں۔ نماز جنازہ مکرم مرزا نصیر احمد صاحب نے مورخہ 26 جون کو بعد نماز عصر پڑھائی۔ مرحومہ کی تدفین ربوہ میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ آمین۔

(ادارہ اخبار احمدیہ مرحومہ کے لواحقین سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور مرحومہ کی بلندی درجات کے لئے دعا گو ہے)

ایک باپردہ احمدی بچی کا اعزاز

خاکسار کی بچی جس کا نام طیبہ مہوش احمد ہے مکمل پردہ کرکے سکول جاتی ہے۔ پہلے پہل سکول میں کلاس کی لڑکیاں اور لڑکے بھی مذاق اُٹھاتے تھے کیونکہ سکول میں یہ پہلی احمدی مسلمان لڑکی تھی حالانکہ ترک مسلمان لڑکیاں کافی تھیں۔ بات بڑھتی گئی آخر کلاس انچارج جو جرمن مرد تھا اُس نے حکم دیا کہ آپ پردہ اُتار کر سکول آیا کریں کیونکہ آپ کے پردہ سے مجھے بھی اور پوری کلاس کو تکلیف ہوتی ہے۔ میں نے فیصلہ کیا کہ سکول کے ہیڈ ماسٹر سے بات کرنے کا موقع ہے۔ ہیڈ ماسٹر سے بات کرنے کا مثبت ردعمل ہوا کیونکہ ہیڈ ماسٹر نیک طبع شخص تھا اُس نے متعلقہ کلاس انچارج کو ہمارے سامنے بلا کر کہا کہ آپ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ کسی کے مذہبی معاملات میں مداخلت کریں۔ پھر خدا تعالیٰ نے بچی کو پہلے سے زیادہ محنت اور حوصلہ عطا کیا اور اس نے خوب محنت کی اور سال کے آخر پر سکول میں ایک اختتامی تقریب ہوئی جس میں دوسرے والدین کے ساتھ ہم میاں بیوی بھی مدعو تھے کیونکہ ہماری بچی تعلیمی قابلیت اور نظم ونسق کے لحاظ سے اس سال کی بہترین طالبہ کے طور چُنی گئی تھی۔ جب سٹیج سے ہیڈ ماسٹر نے طیبہ مہوش کا نام پکارا اور تعریف کے کلمات کہے تو ہال تالیوں سے گونج اُٹھا اور معاً لوگ دنگ رہ گئے جب طیبہ مہوش احمد مکمل اسلامی پردہ میں اپنا اعزاز وصول کرنے کے لئے سٹیج پر جارہی تھی اور ہم دونوں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کررہے تھے۔ جس نے خلیفۂ وقت کی دُعاؤں اور ہماری حقیر کوششوں کو اتنے بڑے اعزاز سے نوازا۔ آمین ثم آمین۔

(ماسٹر مظفر احمد، سابق اسیر راہ مولیٰ چک سکندر، حال مقیم جرمنی)

پاکستان میں 1974ء کے خونی فسادات کے دوران رونما ہونے والا
رحمت باری تعالیٰ اور نصرت غیبی کا ایک عجیب واقعہ

نصرت غیبی کی یہ بہت ہی دلچسپ اور ایمان افروز داستان ٹوپی ضلع مردان کے اس مخلص احمدی خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ جو 1974ء کے خونی فسادات میں اپنا سب کچھ لٹا دینے کے بعد اپنے کنبہ کی ننھی ننھی معصوم جانوں کو لے کر رات کی تاریکی میں ہجرت کرنے پر مجبور ہوگیا تھا۔ صوبیدار عبدالغفور خان صاحب جو اس خاندان کے سربراہ اعلیٰ تھے۔ لکھتے ہیں "ہمارا مکان ٹوپی کے قریب ایک چھوٹے سے گاؤں خوشحال آباد میں تھا۔ یکم جون 1974ء سے ہی ہم پاکستان بھر میں احمدیوں کے خلاف اُٹھنے والے فسادات کی خبریں سن رہے تھے۔ خود ہمارے اپنے علاقے میں بھی بعض وارداتیں ہو چکی تھیں۔ جن کی اطلاع ہم پولیس اور علاقے کے دیگر اعلیٰ حکام کو مسلسل پہنچا رہے تھے اور یہ افسران بظاہر ہمیں ہر قسم کی حفاظت کا وعدہ دیتے چلے آرہے تھے۔ اس دوران پولیس کے حفاظتی دستے بھی آتے رہے۔ مگر 9 جون کی صبح کو ٹوپی سے اُٹھنے والے شور و غوغا اور رائفلوں، برین گنوں اور دیگر خودکار اسلحہ کی آوازیں سُن کر ہمارے دل دہل گئے۔ اس کے ساتھ بموں کے دھماکوں کی آوازیں بھی سنائی دیں۔ اور ہم نے محسوس کرلیا کہ ٹوپی کے احمدیوں پر قیامتیں ٹوٹ پڑی ہیں۔ چنانچہ ہم بھی اپنی جگہ چوکس ہوگئے۔ مگر ابھی ہم اپنی خود حفاظتی تدابیر کر ہی رہے تھے کہ ہمیں بلوائیوں کا ایک جم غفیر خوشحال آباد کی طرف بڑھتا دکھائی دیا۔ یہ دیکھتے ہی پولیس کے جو آدمی اُس وقت ہماری حفاظت پر متعین تھے وہ یہ کہہ کر چلے گئے کہ ہمیں فائر کرنے کا حکم نہیں۔ ادھر تھوڑی ہی دیر میں بیس بائیس ہزار کا مسلح ہجوم ہمارے مکان کے گرد جمع ہوگیا۔ اس وقت مکان میں میرے علاوہ میرے دو لڑکے اعجاز احمد خان اور امتیاز احمد خان اور میرا داماد فیض محمد خان، میرے تین بھانجے نذیر محمد، نور محمد اور وزیر محمد۔ دو بھتیجے نثار محمد خان اور شیر امان خان اور میرا نواسہ ہمایوں خان موجود تھے۔ میں نے اپنی بیوی، تین لڑکیوں اور دو کم سن نواسوں کو ایک غیبی اشارہ کی بناء پر پہلے ہی قریب کے ایک عزیز غیر احمدی دوست کے ہاں بھجوا دیا تھا۔

ایک بجے دن کا وقت تھا جب بلوائیوں نے باقاعدہ حملہ شروع کیا جو رات دس بجے تک جاری رہا۔ اس دوران میرے دو بھانجے نذر محمد اور نور محمد شہید ہوگئے۔ میرا داماد فیض محمد خان بھی گولیوں سے چھلنی ہوگئے اور بظاہر اس کے بچنے کی کوئی اُمید نہ رہی۔ چونکہ بلوائیوں کی تعداد میں برابر اضافہ ہوتا چلا جارہا تھا اور ان کا ہر حملہ پہلے حملے سے شدید تر تھا اور رات کا ایک حصہ بھی گذر چکا تھا اس لئے خدشہ تھا کہ اگر اسی حالت میں صبح ہوگئی تو ہمارے لئے دشمن کے نرغے سے نکلنا بھی مشکل ہو جائے گا۔

اس خیال سے ہم نے اپنا مکان اور سب مال و متاع سپرد خدا کر دینے اور ہر سہ شہیدان (نذر محمد، نور محمد اور فیض محمد) پر آخری نظر ڈالنے کے بعد ہم اپنی خواتین اور معصوم بچیوں اور بچوں کو لے کر نکل کھڑے ہوئے۔ یہ نو اور دس جون کی درمیانی رات تھی اور رات کے گیارہ بج چکے تھے۔ اگرچہ مسلح دشمن کے نرغے سے بچ نکلنا بجائے خود ایک جان جوکھوں کا کام اور ایک دشوار گذار مرحلہ تھا مگر راستے کی دشواری، بے سروسامانی اور اندھیری رات کا تصور کر کے ہمارے دل دہل رہے تھے۔ اس کے ساتھ جوں جوں ہم آگے بڑھتے جارہے تھے۔ ہماری بھوک، پیاس اور تھکاوٹ میں اضافہ ہوتا جارہا تھا۔ پھر ہمارے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ دن نکلنے سے پہلے پہلے ہم دشمن کی سرحدوں کو عبور کر کے نسبتاً محفوظ علاقے میں آجائیں۔ قریباً چار گھنٹوں کی مسافت طے کرنے کے بعد ہمارا یہ قافلہ جنگل اور بیابانی راستوں پر سے گذرتا ہوا ایک پہاڑ پر چڑھنے میں کامیاب ہوگیا۔ اس وقت پیاس کی شدت اور تھکاوٹ اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ چنانچہ جونہی ہم اس پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے، میری دو لڑکیاں بیہوش ہو کر گر پڑیں۔ اب ہمارے لئے آگے بڑھنا عملاً ناممکن ہوگیا اور ہم ناچار اور لاچار ہو کر وہیں بیٹھ گئے اور خیال کرنے لگے کہ اب یہ ہماری زندگی کے آخری لمحات ہیں۔ کیونکہ پہاڑ کی چوٹی پر پانی ملنے کی رہی سہی اُمید بھی ختم ہو چکی تھی۔ دوسرے ابھی ہم اپنے آپ کو کسی اعتبار سے بھی محفوظ نہ سمجھتے تھے۔ اس وقت میرے منہ سے نکلا کہ "اے خدا اے رب العالمین! اگر تجھے ہماری موت ہی منظور تھی تو ہمیں وہیں ہمارے گھروں میں ہی دے دیتا تا کہ ہمارا نام شہیدوں میں تو لکھا جاتا اور اگر تو اپنے دستِ قدرت سے ہمیں موت کے منہ سے بچا کر لے ہی آیا ہے تو اپنی معجزانہ قدرت کا نشان دکھا اور ہمیں اپنے فضل کا پانی پلا۔"

اس میری آواز میں ایک عجیب رقت تھی۔ میرا جسم تھرتھرا رہا تھا اور میں تاروں بھرے آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھ رہا تھا۔

اچانک اس دھند لکے میں کچھ فاصلے پر پڑی ہوئی صراحی نما کوئی چیز نظر آئی۔ پہلے تو میں نے خیال کیا کہ یہ کوئی پتھر کا سایہ ہوگا مگر پھر میں نے اپنے بیٹے اعجاز کو کہا کہ دیکھو تو سہی وہ کیا پڑا ہے۔ جب اعجاز وہاں پہنچا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ایک پختہ سفید مصلّٰی ہے جس کے قریب مٹی کا ایک کوزہ رکھا ہے جو ٹھنڈے اور میٹھے پانی سے بھرا ہوا تھا۔ اس پانی کا ملنا تھا کہ ہم سمجھے دنیا جہان کی نعمتیں مل گئیں۔ چنانچہ وہ پانی فوراً ان بیہوش بچیوں کے مونہوں میں ڈالا گیا۔ مگر بمشکل ایک بچی کو پلایا تھا کہ وہ ختم ہوگیا۔ اب ایک طرف تو رحمت خداوندی نے یہ کرشمہ دکھایا کہ اس جنگل بیابان میں پانی سے بھرا ہوا کوزہ پیدا کر دیا جیسے ابھی ابھی غیب سے اُترا ہو۔ دوسری طرف وہ پانی اتنا تھوڑا تھا کہ دو بچیوں کے لئے بھی کافی نہ ہوا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جذبات پہلے سے بھی زیادہ گداز ہو کر آستانۂ الوہیت پر بہ پڑے اور دل سے یہ آواز نکلی کہ اے خداوند کریم ہم نے تیرے راستے میں بخل سے کام نہیں لیا۔ اپنا سب مال و متاع بلکہ اپنی جانوں تک کو تیری خاطر قربان کر آئے۔ تو رزّاق ہوتے ہوئے کیوں بخل سے کام لے رہا ہے۔ پانی دیا بھی تو اتنا کم۔ کیا یہی تیری شانِ بے نیازی ہے؟ یہ کلمات کچھ اس سوز اور درد سے میری زبان سے نکلے کہ میں یقین کرتا تھا کہ وہ ضرور رحمت خداوندی کو کھینچ لائیں گے۔

ابھی میں یہ دعا کر ہی رہا تھا کہ میرا چھوٹا لڑکا امتیاز جو زخموں، پیاس اور تھکاوٹ سے چُور تھا پیٹھ کے بل چت لیٹ گیا اور بیچارگی کی حالت میں اس نے اپنے دونوں ہاتھ پیچھے کو پھیلا دیئے۔ مگر جونہی اس نے ایسا کیا اسے محسوس ہوا جیسے اس کے ہاتھ کسی حوض میں پڑ گئے ہوں۔ وہ فوراً اُٹھا کہ دیکھوں وہ کیا چیز ہے کہ دیکھتے ہی چلاّ اُٹھا! "بابا پانی مل گیا ہے" میں یہ آواز سنتے ہی بھاگ کر اس کی طرف گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک خوبصورت چھوٹا سا حوض ہے جس کے اندر شفاف پانی تاروں کے دھند لکے میں جھلملا رہا ہے۔ میں نے فوراً اپنا ہاتھ حوض میں ڈال دیا اور الحمدللہ الحمدللہ کہتے ہوئے ڈالتا چلا گیا جیسے یقین نہ آتا تھا کہ وہ واقعی پانی ہی ہے۔ ادھر میری بیوی نے جو پانی کا لفظ سنا تو آواز دے کر بولی کہ اگر پانی ہے تو جلد لے آؤ ورنہ میں گئی اور میں تھا کہ زبان سے الحمدللہ الحمدللہ کا ورد کرتا جارہا تھا اور آنکھیں بھی تشکر کے آنسو بہاتی چلی جارہی تھیں۔ چنانچہ ہم سب نے وہ پانی پیا اور خوب سیر ہو کر پیا اور اس پاک پروردگار کے حضور سجدات شکر بجالائے جس نے اپنی معجزانہ قدرت سے اس ویرانے میں ہمارے لئے آب حیات پیدا کر دیا اور جو روحانی لذت اور قوت اس سے حاصل ہوئی وہ حد بیان سے باہر ہے۔ والحمدللہ علیٰ ذالک"

پہاڑ کی چوٹی پر زندہ خدا کی قدرت کا یہ زبردست نشان دیکھنے کے بعد یہ قافلہ اپنی نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہو پڑا اور پھر راستہ میں آنے والی صعوبات کا مقابلہ کرتے ہوئے ایک ایسے علاقہ میں پہنچ گیا جہاں وہ اپنے آپ کو محفوظ سمجھتا تھا۔ صوبیدار صاحب لکھتے ہیں کہ قدرت خداوندی کا یہ کرشمہ دیکھنے کے بعد نہ ہمیں لوٹنے کا کچھ خیال رہا اور نہ حوض کے بارے میں ہم نے تحقیق کی ضرور محسوس کی البتہ بعد میں میرے ہم زلف کرنل احمد خان کو تحقیق کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ وہ ہماری نشاندہی پر عین اس مقام پر پہنچ گئے جہاں ہم نے وہ چیزیں دیکھی تھیں۔ انہوں نے دیکھا کہ جسے ہم سفید مصلّٰی کہہ رہے تھے وہ ایک پختہ چبوترہ تھا ایک حوض پختہ سیمنٹ کا بنا ہوا ابھی وہاں موجود تھا جو اس وقت خشک تھا۔ مگر یہ اب تک معلوم نہیں ہوسکا کہ پہاڑ کی چوٹی پر یہ چیزیں کس نے اور کیوں بنائی تھیں۔"

(مرسلہ:- فضل الٰہی انوری، فرینکفرٹ)

رزق حلال

آج مجھے اپنا چیک اپ کروانے کے لئے ہسپتال جانا تھا۔ ٹھیک 10 بجے میں اپنے کاغذات جمع کروانے کے لئے انفارمیشن کے کمرے کی طرف گئی تو مجھے ایک عورت کمپیوٹر پر کام کرتے ہوئے نظر آئی۔ میرے سلام کرنے پر وہ میری طرف متوجہ ہوئی۔ جونہی اس نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔

وہ دونوں ہاتھوں سے معذور تھی۔ ایک بالشت دو باریک باریک بازو تھے ساتھ ہی دو عدد چھوٹی چھوٹی سی انگلیاں۔ اس نے انہی ہاتھوں سے میری فائل لی اور جلدی سے تمام کاغذات میں باری باری دیکھ کر کمپیوٹر میں اندراج کیا اور پھر سارے کاغذات فائل میں ڈال کر میری طرف بڑھائے اور مجھے سامنے والے کمرے کی طرف اشارہ کر کے بیٹھنے کو کہا۔

خدا حافظ کہنے کے بعد جب میں باہر اپنی باری کا انتظار کرنے لگی تو میرا سارا دھیان اس کی طرف رہا اور میں اس کے اس بلند پا حوصلے اور بہادری کو دیکھ کر اُس پر بے حد فخر کرنے لگی۔ اور یہی سوچنے لگی کہ معذور ہونے کے باوجود اس نے اپنے آپ کو اس قابل بنایا ہے کہ لوگ میری معذوری دیکھ کر مجھ پر ترس نہ کھائیں۔

وہ اپنے کام میں اس طرح مگن ایک عام انسان کی طرح نظر آرہی تھی۔ وہ بے حد پُرسکون دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے جو مقام میرے دل میں پیدا کیا اسے میں ہرگز نہیں بھول سکتی۔ میں نے اس سے سبق حاصل کیا کہ دوسروں کے محتاج ہونے سے بہتر ہے۔ انسان خود محنت کرے تب خدا تعالیٰ اس کا اجر ضرور دیتا ہے۔ لیکن ہمت نہ ہارے کیونکہ وقت انسان کے ساتھ ایک سا نہیں رہتا۔ میں نے اس کی اس بہادری اور جرأت کو دیکھ کر محنت کرنے کا طریقہ سیکھا اور اپنی قسمت کو بدلنے کی کوشش کی۔ خدا کے فضل سے اچھا ہی پھل پایا۔

اگر دیکھا جائے تو کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے ہاتھ پاؤں سے نوازا ہے مگر وہ محنت سے کتراتے ہیں۔ لوگوں کے دیئے ہوئے صدقوں سے اور بھیک سے گزارا کرتے ہیں اور شرم محسوس نہیں کرتے! اور کتنے لوگ ایسے بھی ہیں جو معمولی سی بیماری کو معذوری کا بہانہ بناتے ہیں اور سوشل امداد لے کر گذارہ کرتے ہیں۔

کام کرنے میں کوئی شرم نہیں ہونی چاہیئے۔ ہمارے پیارے آقا بھی محنت خود کرتے تھے اور رزق حلال کو ہی ترجیح دیتے تھے۔ سوچنے کی بات ہے وہ ایک جرمن عورت تھی۔ اس کو سب کچھ ایک معذور ہونے کی وجہ سے مل جانا تھا۔ مگر اس کے دل کو شاید یہ گوارہ نہ تھا کہ وہ بھیک لے۔ اس نے اپنی معذوری کو اپنے مقدر کا روگ نہیں سمجھا بلکہ دن رات محنت کی اور آج وہ ایک اچھی پوسٹ پر بڑے فخر سے بیٹھی تھی۔ مجھے اس کے اس جذبے پر فخر تھا۔ میرے آنسوؤں میں اس کے لئے دعائیں تھیں۔ وہ ہم سب سے اچھی تھی جس نے مقدر کو دوش نہیں دیا۔ بعض اوقات معذور لوگ ایسا کام کرتے ہیں کہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ (قانتہ سلیم، آخن)

مرکزی لائبریری کا افتتاح

الاشیاء سے ہر قدم پر فائدہ اُٹھایا ہے۔ یاد رہے کہ محترم ڈاکٹر نعیم طاہر صاحب 1973ء میں ایم ایس سی فزکس کے امتحان میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے طالب علم کی حیثیت سے شامل ہوئے تھے اور اعلیٰ ترین ریکارڈ قائم کیا تھا۔ تاہم آپ کے اس ریکارڈ کو بعد میں ایک احمدی طالبہ نے ہی توڑا۔ مکرم ڈاکٹر صاحب نے قرآن کریم کی آیات کے حوالے سے علم کی ضرورت اور اس کی ترقی اور ترویج پر روشنی ڈالی۔ اس موقع پر مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر آپ اس لائبریری میں موجود ساری کتب پڑھ نہ بھی سکیں تو کم از کم ایک مرتبہ ان کتابوں کو اپنی نظر سے ضرور گزاریں تا یہ معلوم ہو کہ لائبریری میں کون کون سی کتب موجود ہیں۔

مکرم امیر صاحب جماعت جرمنی نے فرمایا کہ...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کتب کا خزانہ چھوڑا ہے ہمیں اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے اور نئی نسل کو ان کے تراجم کر کے دوسروں کو یہ پہنچانا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں لائبریری سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

Vol. 8 Monthly **Akhbar-e-Ahmadiyya** Germany Issue 8
National Shoba Tasneef, Ahmadiyya Muslim Jamaat, Genfer Str. 11, 60437 Frankfurt/M, Germany, Tel.: 069-50688652, Fax: 50688655

جماعت احمدیہ کی مالی قربانیاں

نسل انسانی کے آغاز کے ساتھ ہی دنیا میں قربانیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا جو آج تک جاری وساری ہے۔ وقت اور ضرورت کے لحاظ سے ان قربانیوں کی نوعیت بدلتی رہی ہے۔ کبھی جانی، کبھی مالی اور کسی وقت دونوں طرح کی قربانیوں کا سلسلہ جاری رہا۔ مجھے 1982ء میں ہسٹری میں MA کرنے کے دوران بہت سے ملکوں اور قوموں کی تاریخ کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ قدیم اور جدید ملکوں اور قوموں کی تاریخ میں جانی و مالی قربانیوں کے ایسے ایسے بعض واقعات درج ہیں کہ جنہیں پڑھ کر انسان عش عش کر اُٹھتا ہے۔ قرآن مجید اور دوسری مذہبی کتب میں بھی قربانی کے بہت سے واقعات محفوظ ہیں۔

ہر طرح کی قربانی کا کامل اور مکمل نمونہ ہمیں آنحضرت ﷺ کے مبارک وجود اور بابرکت دور میں نظر آتا ہے۔ اُس مبارک دور میں جان، مال، عزت اور وقت کی عظیم الشان قربانیاں پیش کی گئیں۔ آپؐ کے صحابہ کرامؓ نے ہر طرح کی قربانیوں کے ایسے ایسے بے نظیر نمونے پیش کئے کہ ان واقعات کو پڑھ کر انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مسیح موعودؑ کی آمد سے دورِ اوّل کی اُن عظیم الشان قربانیوں کا سلسلہ اب دوبارہ شروع ہوا ہے۔ جماعت احمدیہ کے پروانوں نے دورِ اوّل کی اُس یاد کو دوبارہ زندہ کر دیا ہے۔ جان، مال، وقت اور عزت کی وہی عظیم الشان قربانیاں پیش کی جا رہی ہیں۔ عظیم الشان قربانیوں کا یہ سلسلہ ایک صدی سے زیادہ عرصہ سے جاری اور ساری ہے۔ تاریخ کے اوراق ان قربانیوں کو اور ان پروانوں کی داستانوں کو محفوظ کئے جا رہے ہیں۔ دیکھنے والی آنکھ ان کو حیرت اور تعجب سے دیکھتی ہے اور حساس دل رکھنے والے عش عش کہہ کہ بے اختیار کہہ اُٹھتے ہیں۔

"یہ عاشق کون سی بستی کے یارب رہنے والے ہیں"

میں اپنے اس مختصر مضمون کو جماعت کی مالی قربانیوں تک محدود رکھنا چاہتا ہوں۔ مجھے پاکستان کے صوبہ سندھ کی مختلف جماعتوں میں 15 سال تک سیکرٹری مال اور 1978 سے 1990 تک حیدرآباد کی لوکل امارت میں محاسب، امین اور ایڈیشنل سیکرٹری مال کی حیثیت سے کام کرنے کا موقع ملا ہے۔ اس دور میں مالی قربانیوں کے بہت سے قابل رشک نمونے دیکھنے کو ملے ان میں سے چند ایک ایسے واقعات پیش کرتا ہوں جو میرے خیال میں کسی نہ کسی رنگ میں منفرد اور قابل رشک ہیں۔ ایک عمر رسیدہ بیوہ خاتون تھیں (خدا اُنکی مغفرت فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے) آمین وہ ہر ماہ چندہ جات کی ادائیگی اس طرح سے کرتیں کہ جس جس مد میں اپنی طرف سے چندہ ادا کرتیں اگلی رسید میں عین اسی مد میں اپنے مرحوم شوہر کیطرف سے چندہ ادا کرتیں۔ ہر ماہ اسی طریق کار کے مطابق چندہ ادا کرنے کے نمونے کو انہوں نے اپنی وفات تک برقرار رکھا۔ میں نے 1978ء میں اس بات کو نوٹ کیا اس سے پہلے نامعلوم قربانی کا یہ سلسلہ کب سے جاری تھا۔

تحریک جدید کا جب مالی سال ختم ہوتا اور نئے سال کے وعدے لئے جاتے۔ ایک دوست آخر میں آکر سیکرٹری تحریک جدید یا شعبہ مال سے یہ معلوم کرتے کہ سب سے زیادہ وعدہ کتنی رقم کا ہے۔ پھر وہ اس سے کہیں زیادہ رقم کا وعدہ کرتے انہوں نے مالی قربانی کی اس مثال کو مقامی جماعت میں اپنے قیام تک جاری رکھا۔

ایک اور دوست لوکل امارت کے بجٹ کی سو فیصد وصولی کے لئے بہت کوشاں رہتے۔ شعبہ مال سے ہر ممکن تعاون فرماتے۔ دورہ جات کے لئے خود کو اپنی گاڑی سمیت پیش کرتے۔ خدا تعالیٰ اُن کی کوششوں کو کامیاب کرتا اور جماعت کا بجٹ ہر سال سو فیصد سے زیادہ وصول ہو جاتا۔ اگر کسی سال کسی بشری کمزوری کی وجہ سے سو فیصد وصولی نہ ہوتی تو وہ Closing کے وقت خود حاضر ہوتے اور جس مد میں جتنی کمی رہ جاتی اپنی طرف سے اضافی چندہ ادا کرکے اس کمی کو پورا کر دیتے۔ مقامی جماعت میں اپنے قیام تک انہوں نے بھی اس مثال کو قائم رکھا۔

☆ مالی قربانی کا ایک چھوٹا سا واقعہ لکھتا ہوں جو بہت ہی پُر کشش اور قابل رشک ہے۔ 1978ء سے 1990 تک ایک دوست، ہر ماہ غیر استعمال شدہ نئے نوٹوں میں اپنا چندہ ادا کرتے۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں ظاہری طور پر بھی خوبصورت چیز پیش کرتے حالانکہ وہ جانتے تھے کہ چندہ جات کی یہ رقم اُسی دن یا اگلے دن بنک میں جمع ہو جاتی ہے۔

بظاہر قربانی کے یہ چھوٹے چھوٹے واقعات ہیں لیکن ان کے ساتھ جو جذبہ اور خلوص مجھے نظر آیا تھا اُن سے متاثر ہو کر میں نے یہ واقعات لکھے ہیں۔ خدا تعالیٰ اُن کے جذبے اور خلوص کو قبول فرمائے۔ آمین۔

مضمون ختم کرنے سے پہلے میں مالی قربانی اور جماعت کے مالی نظام سے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فرمودہ خطبہ جمعہ سے ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔

مالی قربانی کے میدانوں میں جماعت احمدیہ کو جو خاص امتیاز حاصل ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"دُنیا میں جتنی بھی قومیں نیکی کے نام پر خرچ کرتی ہیں اُن کے متعلق بلا خوف اختلاف یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہر آنے والے سال میں لوگوں کے جذبے میں کمی ہوتی چلی جاتی ہے اور رفتہ رفتہ نیک کاموں پر از خود خرچ کرنے کا رُجحان کم ہوتا چلا جا رہا ہے۔ جماعت احمدیہ کا گراف اس سے بالکل مختلف ہے اور حیرت انگیز وفا کے ساتھ اپنے اس اسلوب کو قائم رکھے ہوئے ہے کہ ہر آنے والا سال جماعت کی مالی قربانی کی روح کو کم کرنے کی بجائے بڑھا رہا ہے یہ اعجاز خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرستادہ کے سوا کوئی دنیا میں دکھا نہیں سکتا۔ ساری دنیا کی طاقتوں کو میں کہتا ہوں کہ مل کر زور لگا کر دیکھ لیں۔ حضرت اقدس مسیح الموعودؑ جیسی کوئی مالی قربانی کرنیوالی جماعت کہیں ہو تو لاکر دکھائیں۔ دُنیا کے سامنے وہ چہرے تو پیش کریں وہ کون لوگ ہیں جو اس اخلاص اور وفا کے ساتھ اور بڑھتی ہوئی قربانی کی روح کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور اپنے اموال پیش کرتے چلے آتے ہیں۔" (خطبہ جمعہ 25 دسمبر 1992ء)

(چوہدری ناصر احمد، فلڈا)

ہندو پاکستان کے نوبل انعام یافتگان

ہندو پاکستان کی تاریخ میں آج تک پانچ افراد نوبل انعام حاصل کر چکے ہیں سب سے پہلے شخص جس نے یہ انعام حاصل کیا وہ بنگال کے عظیم شاعر ٹیگور تھے اس کے بعد جن چار افراد نے انعام حاصل کیا ان میں سے تین سائنسدان موجودہ پاکستان کی زمین پر پیدا ہوئے تھے۔ تینوں کی پیدائش پنجاب کے مختلف اضلاع میں ہوئی۔ ان میں سے دو نے پنجاب یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی ایک سائنسدان جس نے "بلیک ہول" کا سائنسی تصور دنیا میں پیش کیا اس کی پیدائش لاہور میں ہوئی تھی۔

رابندر ناتھ ٹیگور

بنگال کے عظیم شاعر ٹیگور کی پیدائش کلکتہ میں 6 مئی 1861ء کو ہوئی آپ اپنے والدین کے چودہ بچوں میں سے سب سے چھوٹے تھے۔ آپ کے والد ایک مذہبی لیڈر تھے جنہوں نے بھارت کے اکثر مذہبی مقامات کا حج کیا ہوا تھا۔ ٹیگور جب چودہ سال کے تھے تو ان کی والدہ سرادیوی کا انتقال ہوگا...... جس کی وجہ سے ان کا بچپن تنہائی میں گزرا۔ جب آپ آٹھ سال کے تھے تو آپ نے شاعری سے فطری شغف کے باعث شعر کہنے شروع کئے۔

ٹیگور نے پہلے تعلیم پرائیویٹ اساتذہ سے حاصل کی۔ پھر اس کے بعد آپ نے اورینٹل کالج سیمنار کلکتہ اور بنگال اکیڈمی میں تعلیم حال کی۔ ٹیگور نے 1873ء میں اپنے والد کے ہمراہ شمالی ہندوستان کا سفر کیا اس سفر کے دوران وہ برصغیر کی غیر معمولی خوبصورتی اور رعنائی سے بہت متاثر ہوئے۔ 1878ء میں آپ نے ایک نظم شاعر کی کہانی لکھی۔ اسی سال وہ لندن یونیورسٹی قانون کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے چلے گئے۔ مگر ایک سال بعد ڈگری حاصل کئے بغیر کلکتہ واپس آ گئے۔

سرسی وی رمن

آپ مدراس کے قریب شہر میں 7 نومبر کو پیدا ہوئے۔ ان کے والد چندرا شیکھر فزکس کے پروفیسر تھے۔ رمن نے یونیورسٹی آف مدراس سے 16 سال کی عمر میں گریجویٹ کی ڈگری حاصل کی۔ نیز فزکس کے مضمون میں انہوں نے گولڈ میڈل حاصل کیا۔

بچپن میں خرابی صحت کی بناء پر رمن یورپ میں اعلیٰ تعلیم کے لئے نہ جا سکے۔ چنانچہ 1907ء میں انہوں نے انڈین سول سروس میں ملازمت کر لی۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ میں انہوں نے دس سال ملازمت کی اور فارغ وقت میں میوزک کے String instruments پر بشمول ڈھولکی کے تجربات کرتے رہے۔ 1917 تک انہوں نے تین مقالے مختلف رسالوں میں شائع کرائے ان مضامین کے شائع ہونے پر انکی شہرت سائنسی حلقوں میں پھیل گئی جلد ہی ان کو کلکتہ یونیورسٹی کے فزکس کے شعبہ میں پروفیسر کی ملازمت حاصل ہو گئی۔ کلکتہ یونیورسٹی نے رمن کے عہد میں فزکس کے شعبہ میں عالمگیر شہرت حاصل کی۔ ان کے ہم عصر سائنسدانوں میں "بوس Boss" کا نام قابل ذکر ہے۔ کچھ سالوں بعد انہوں نے Optics کے موضوع پر تحقیق شروع کر دی۔ 1921ء میں انہوں نے یورپ کا سفر کیا۔ یورپ سے واپسی کا سفر بحری جہاز پر کرتے ہوئے سمندر کے نیلے رنگ کے پانی نے ان میں جستجو اور حیرانگی پیدا کی کہ یہ نیلے رنگ کا کیوں ہے؟ کلکتہ واپس پہنچ کر انہوں نے اس موضوع پر تحقیق شروع کی۔ اور ایک سال کی سخت عرق ریزی کے بعد جواب یہ پیش کیا کہ Color of see is caused by molecular scattering of light by water molecules, just as light scattering by air molecules explains the color of sky.

رمن کی اس تھیوری کے منظر عام پر آنے کے بعد ایک سات سالہ سٹڈی کا آغاز ہوا۔ جس سے یہ پتہ لگایا گیا کہ How light is scattered by liquids, solids and gases.

1924ء میں رمن کو رائل سوسائٹی آف لندن کا ممبر بنا دیا گیا۔ 1930ء میں ان کو نوبل انعام سے نوازا گیا جس کی وجہ یہ بتلائی گئی For his work on the scattering of light and for the discovery of eht effect named after him

بنگلور میں موجود انڈین انسٹی ٹیوٹ آف سائنسز کے وہ 1933 میں ڈائریکٹر بنے۔ اس کے بعد انہوں نے ہیروں اور جواہرات کے cystallographic خواص پر کام کرنا شروع کر دیا۔ 1948ء میں انکو رمن ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا ڈائریکٹر بنا دیا گیا۔ اس انسٹی ٹیوٹ میں اس وقت ہزاروں ایسے ہیرے موجود ہیں جو رمن نے اس ریسرچ کے لئے اکٹھے کئے تھے۔ اگلے چند سالوں میں ان موضوعات پر تحقیق کی۔ Physiologo of vision .... Optics and crystal structure, color of flowers, developed new theory of human color vision

1907ء میں ان کی شادی سنداری اماں سے ہوئی جس کے بطن سے دو بچے پیدا ہوئے۔ ان کی طبیعت میں مزاح کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا انکو ریسرچ کا بہت شوق تھا۔ میوزک کے وہ از حد دلدادہ تھے۔ ان کی وفات 82 سال کی عمر میں بنگلور میں ہوئی۔ نوبل انعام کے علاوہ روس کی حکومت نے ان کو لینن انعام دیا۔ 1954ء میں بھارت نے انکو Gem of India کا خطاب دیا۔ 1929ء میں برطانیہ کی حکومت نے ان کو "سر" کا خطاب دیا۔

(ٹائم میگزین 7 اکتوبر 1968ء، رسالہ سائنس، اکتوبر 1968ء)

باقی آئندہ انشاء اللہ

تقریب آمین

خاکسار کی بیٹی ماریہ اجمل نے 5 سال 5 ماہ میں قرآن پاک کا پہلا دور مکمل کیا (الحمد اللہ) تقریب آمین میں مکرم ریجنل امیر صاحب اور مکرمہ ریجنل صدر صاحبہ لجنہ کے علاوہ متعدد احباب و خواتین نے شرکت کی اور اپنی دعاؤں سے نوازا۔ بچی تحریک وقف نو میں شامل ہے اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو نیک راہوں پر چلنے کی توفیق دے۔ سلسلہ کی خادم دین بنائے اور نیک ثمرات سے نوازے (آمین ثم آمین)

(محمد اجمل)